✿✿✿ تقریر ✿✿✿

تقریر بابت اللہ تعالیٰ
وقت 5-7 منٹ

خدا ایک پیارا خزانہ ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۨ (الملک:2)

کہ بہت برکت والا ہے وہ خدا جس کے قبضہ میں بادشاہت ہے اور وہ ہر ایک ارادہ کے پورا کرنے پر قادر ہے۔

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا

ہمارا پیارا خدا زمین و آسمان کا بادشاہ ہے جو اپنی ذات و صفات کے لحاظ سے واحد اور تمام قدرتوں اور طاقتوں کا مالک ہے۔ اس نے ہمیں پیدا کیا اور وہ سب کچھ دیا جس کی ہمیں ضرورت ہے اور آئندہ رہے گی۔ خدا ایک مخفی خزانہ تھا اس نے چاہا کہ وہ پہچانا جائے سو اس نے انسان کو پیدا کیا اور اپنی ذات و صفات کا عرفان اُسے بخشا۔ خدا تعالیٰ کے پیارے انبیاء دنیا میں آکر انسانوں کو اپنے تعلق اور ذاتی تجربہ و مشاہدہ کی بناء پر زندگی کے حقیقی سرچشمہ یعنی زندہ خدا کا پتہ دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت مہربان اور ماں باپ سے بڑھ کر محبت کرنے والا ہے۔

مسکین تھے ہم اُس نے کیا کیا نہ نوازا ہے
جو کچھ بھی ہے دامن میں سب اُس کی عِنایا ہے

وہ ایسا رحیم ہے کہ جب اس کے بندے خشک سالی سے مایوس ہو جاتے ہیں تو بارانِ رحمت سے ہر طرف سبزہ ہی سبزہ نظر آتا ہے اور نباتات و ثمرات کی فراوانی ہو جاتی ہے۔ جس ربِ رحیم نے ظاہری حیات کے لئے تمام ضروریات مہیا فرمائیں وہ روحانی ضروریات سے کیسے غافل رہ سکتا تھا۔ چنانچہ جب بھی زمین روحانی طور پر خشک اور بے ثمر ہوئی تو خالق کائنات نے بنی نوع انسان کو اپنی محبت کا جام پلانے اور فلاح و کامرانی کے راستہ پر چلانے کے لئے انبیاء کو دنیا میں بھیجا جو آسمانی پانی سے زمین پر رحمت پھیلاتے اور پیاسی مخلوق کو وصلِ الٰہی کے جام شیریں سے سیراب کرتے ہیں۔

تو رحیم بھی، تو کریم بھی، تو حلیم بھی، تو بصیر بھی
کسی آئینے میں نہ مل سکی تیری رحمتوں کی نظیر بھی

سامعین! ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیارے خدا کو پانے کے لئے بھوک و پیاس کی پرواہ کئے بغیر کئی کئی دن تک غارِ حرا میں اپنے پیدا کرنے والے کی عبادت میں مصروف رہتے۔ قربان جاؤں! پیارے آقا کے اس تعلق باللہ پر کہ ساری ساری رات عبادت کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں سوج جاتے۔ دنیا میں خدا سے محبت کے دعوے دار تو بہت گزرے ہیں، لیکن اپنے رب سے عشق اور محبت کا جو لازوال اظہار ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا، اس کی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تقویٰ کی سب راہیں طے کیں اور محبتِ الٰہی کے تمام دروازوں میں سے گزرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ سے عشق و محبت کو خود ربِ کائنات نے ہمیشہ کے لیے قرآنِ کریم میں اِن الفاظ میں بیان فرمادیا کہ: قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ

وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (الانعام:163) کہ اے نبی! تو کہہ دے میری نماز، میری قربانیاں، میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں بچپن سے ہی اپنے خالق ومالک کی محبت بھر دی گئی تھی۔ یہ عشقِ الٰہی کی تڑپ ہی تو تھی جو آپؐ کو تنہا غارِ حرا میں اپنے محبوب خدا کی یاد کے لیے پہنچاتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کی محبت میں آپؐ اس قدر فنا ہو چکے تھے کہ آپؐ اس تنہائی میں ہی پوری لذّت اور ذوق پاتے تھے۔ ایسی جگہ میں جہاں کوئی آرام کا اور راحت کا سامان نہ تھا اور جہاں جاتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہو آپؐ وہاں کئی کئی راتیں تنہا گزارتے تھے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 317)

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبتِ الٰہی کے نظارے دیکھ کر مکّے کے لوگ سچ ہی تو کہتے تھے عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ 'کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو اپنے رب پر عاشق ہو گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدوجہد کا نکتہ آغاز بھی توحید تھا اور اس کا حاصل بھی توحید۔ اس بیج کے ایک تناور درخت ہونے اور اس ذرہ بے مقدار کے ثریا ہونے کا نام حیاتِ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر خدا میں گم اور محو ہو گئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے تمام انفاس اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت محض خدا تعالیٰ کے لئے ہو گئی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں نفس، مخلوق اور اسباب کا کچھ حصہ باقی نہ رہا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح خدا کے آستانہ پر ایسے اخلاص سے گری تھی کہ اس میں غیر کی ایک ذرہ آمیزش نہیں رہی تھی۔"

(ریویو آف ریلیجنز جلد 1 صفحہ 178)

اسی حقیقت کو آپ علیہ السلام اپنے فارسی اشعار میں یوں بیان فرماتے ہیں۔

شانِ احمد را کہ داند جز خداوندِ کریم
آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم
زاں نمط شد محو دلبر کز کمال اتحاد
پیکر او شد سراسر صورت رب کریم

(توضیح مرام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 62)

یعنی احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو سوائے خداوند کریم کے کون جان سکتا ہے۔ وہ اپنی خودی سے اس طرح الگ ہو گیا ہے کہ میم درمیان سے گر گیا۔ وہ اپنے دلبر میں اس طرح محو ہو گیا کہ کمال اتحاد کی وجہ سے اس کی صورت بالکل ربِّ رحیم کی صورت بن گئی۔

سامعین! قرآن شریف نے جس خالق کائنات اور قادر مطلق ہستی کا ہمیں پتہ دیا وہ بادشاہ بھی ہے، غنی بھی، جبار بھی، قہار بھی اور متبرک بھی اس کے سامنے انسان وہ عاجز مخلوق ہے جو ہر لحظہ اس کا محتاج ہے۔ میرا پیارا خدا، جسے حالتِ مرض میں پکارو تو شفا دیتا ہے، بھوک میں پکارو تو غذا دیتا ہے، پیاس میں پکارو تو پانی پلا دیتا ہے، ذلت میں پکارو تو عزت سے نوازتا ہے، جہالت میں پکارو تو نورِ عطا کرتا ہے اور اگر کوئی راہ میں بھٹک گیا تو درست راستہ دکھا دیتا ہے اور غربت میں پکارو تو غنی کر دیتا ہے۔ خدا ایک پیارا خزانہ ہے۔ تاریخ عالَم اس بات کی گواہ ہے کہ جن لوگوں نے اس خزانہ کو پا لیا اُنہیں مخالفت کی تند و تیز آندھیاں اور طوفان کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔ وہ خطرات میں گھرے ہونے کے باوجود موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَل کا نعرہ لگاتے ہوئے آگے سے آگے بڑھتے گئے، زمانے کی گردشیں اُن کا کچھ نہ بگاڑ سکیں، دن بدن اُن کا قدم کامیابیوں کی طرف بڑھتا ہے اور ہمیشہ فتوحات اُن کی پیشانیوں کا جھومر بنتی ہیں۔

تاریخ کے اوراق پلٹیے اور دیکھیے کہ مشرکین کے تین سو ساٹھ خداؤں کو ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خدا نے کس طرح نیست و نابود کر کے رکھ دیا اور اپنے اُن بندوں کو جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا عَلَم بلند کئے ہوئے تھے دنیا و آخرت میں سرخرو کر دیا۔ وہ مخالفین جنہوں نے اپنے حقیقی مولا کو چھوڑ کر دوسروں کو خدا بنایا اور

شرک کا راستہ اختیار کیا۔ چاہے وہ وقت کے فرعون تھے یا نمرود و شدّاد، ہمیشہ ہی تباہ و برباد کئے گئے، ذلیل و رسوا ہوئے اور انہیں کبھی سرسبزی نصیب نہ ہوئی۔ کبھی اُنہیں پانی سے غرق کیا گیا، کبھی خشکی میں پتھروں کی بارش اُن پر ہوئی اور کبھی اُنہیں تُند و تیز آندھیوں اور طوفانوں نے گھیر کر ہلاک کر ڈالا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے اور آگ کا گلزار ہو جانا، حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر پانی کے طوفان آنے سے قبل کشتی تیار کرنا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے سمندر میں سے پار اُتر جانے کے بعد فرعون کا لشکر سمیت اسی سمندر میں اُترنا اور غرق ہو جانا، ان سب انبیاء علیہم السلام نے خدا کا حوالہ ہی تو دیا۔

سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے وہ در حقیقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک فقرہ ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا، تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا۔ تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں... خدا ایک پیارا خزانہ ہے اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے۔ تم بغیر اسکے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 22)

اِسی مضمون کو بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ہر چیز کا خزانہ خدا تعالیٰ کے پاس موجود ہے کوئی ضرورت ایسی نہیں جس کا خزانہ خدا کی صفات میں نہ مل سکتا ہو۔ پس خدا کی صفات کے علم کے ذریعہ سے انسان اپنی تمام ضروریات کو پوری کر سکتا ہے... جس بات کی ضرورت ہو اس کے مطابق جو خدا تعالیٰ کی صفت ہے اس کو پکاریں۔"

(ہستی باری تعالیٰ، انوار العلوم جلد 6 صفحہ 433-434)

پھر آپؓ فرماتے ہیں:

"مَیں تمہیں بڑے زور سے بتلاتا ہوں کہ دنیا میں لوگ خدا تعالیٰ سے غافل ہو گئے ہیں۔ حالانکہ اس سے بڑھ کر خوبصورت، اس سے بڑھ کر محبت کرنے والا، اس سے بڑھ کر پیارا اور کوئی نہیں ہے۔"

(برکات خلافت، انوار العلوم جلد 2 صفحہ 238)

پیارے دوستو! انسان اپنے پیارے خدا کو اُس کی صفات سے پہچان سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بہت سی صفات ہیں۔ اُس کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کی دعائیں سنتا ہے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (المومن: 61) مجھے پکارو! مَیں تمہاری دعا سنوں گا۔

جب دعا کرنے والا اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتا ہے تو وہ اُس کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ دنیا میں لاکھوں لوگ اس بات کے گواہ ہیں کہ ہمارا ایک پیدا کرنے والا خدا ہے جو ان کی دعاؤں کو سنتا اور انہیں جواب دیتا ہے۔

جب دنیا خوابِ غفلت کے مزے لے رہی ہوتی ہے، محبوبانِ الٰہی اپنی گریہ وزاری سے اپنے مولیٰ کے قُرب کی لذت کا مزہ چکھتے اور قیام و رکوع و سجود سے رضوانِ یار کی محبت کا شربت پیتے ہیں۔ فرشتے حمد و ثناء کرتے ہوئے اللہ کے عبادت گزار بندوں کی گزارشات خالقِ حقیقی کے حضور پیش کر کے اُن کے لئے خیر و برکت کے طلبگار ہوتے ہیں۔

جب سارا زمانہ سوتا ہے اور ہُو کا عالم ہوتا ہے
وہ چرخ سے خود نیچے آکر دنیا کا نظارا کرتے ہیں
توبہ کی درخشاں راتوں میں مَسنَد پہ نُور کی بیٹھ کے پھر
سجدوں میں گِرے بندوں کے لئے بخشش کا اشارا کرتے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مَیں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے.... وہ ہیرا کیا ہے؟ سچا خدا اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا اور سچا ایمان اس پر لانا اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اس سے پانا۔ پس اس قدر

دولت پاکر سخت ظلم ہے کہ مَیں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں اور وہ بھوکے مریں اور مَیں عیش کروں۔ یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا۔ میرا دل ان کے فقر وفاقہ کو دیکھ کر کباب ہو جاتا ہے۔ ان کی تاریکی اور تنگ گزرانی پر میری جان گھٹتی جاتی ہے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ آسمانی مال سے ان کے گھر بھر جائیں اور سچائی اور یقین کے جواہر ان کو اتنے ملیں کہ ان کے دامنِ استعداد پُر ہو جائیں"

(اربعین نمبر 1، روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ 344-345)

خالقِ ارض و سماء کی شان نرالی ہے اور اس کے رنگ انوکھے ہیں، ہزار رنگ لئے ہوئے اِس کارخانۂ قدرت کی پیچ در پیچ صناعی کا خالق ہمارا پیارا خدا ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی صناعی کا شاہکار ہے۔ اس کی ہر تخلیق سے اس کی کبریائی، عظمت اور کمالات کا دل و دماغ کو چکا چوند کرنے والا نور چھلکتا ہے۔ جو کُنْ فَیَکُوْن کا مظہر ہے۔ گلستانوں میں پھول اور جابجا پھلوں کے خوبصورت پودے، جن سے شہد کی مکھیاں اللہ کے حکم کی اطاعت میں رس چوستی ہیں۔ بھنورے اور خوبصورت تتلیاں پھولوں اور پھلوں پر منڈلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حسین تخلیق کے گُن گا گا کر اس کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ پھول فضاؤں میں اپنی خوشبو بکھیر کر اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے حسن اور پاکیزگی کی ودیعت پر شکر ادا کرتے ہیں۔ ہوا کے جھونکے سے پھولوں سے لدی شاخیں ہواؤں میں کبھی دائیں کبھی بائیں کو جھکتی ہیں اور رب العزت کے حضور سجدہ ریز ہو کر حمد وثناء اور تسبیح بجالاتی ہیں۔

ہمیں چاہئے کہ سونے کی اس کان اور چمکتے ہوئے اس بے بہا ہیرے یعنی اپنے خدا سے سچا پیار کریں۔ صفاتِ الٰہیہ کے رنگ میں رنگین ہو کر توحیدِ حقیقی کے قیام کے لئے کوشاں رہیں اور دنیا کو بتائیں کہ ہر چیز کا خالق و مالک اور قادر وہی ہے۔

سامعین! ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

"یہ دنیا عمل کا گھر ہے اس دنیا کے اعمال اگلے جہان میں جزا یا سزا کا ذریعہ بنیں گے۔ پس کیا ہی خوش قسمت ہیں ہم میں سے وہ جو اللہ تعالیٰ کی اس بات کو یاد رکھیں کہ یہ دنیا محض لہو ولعب ہے اور زینت کے اظہار اور ایک دوسرے پر اپنے مال اور اولاد کی وجہ سے فخر کرنا ہے اور اس کی حیثیت کیا ہے؟ کسی سوکھے ہوئے گھاس پھوس سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں۔ جو خشک ہوتا ہے اور چُورا چُورا ہو جاتا ہے اور ہوائیں اس کو اڑا کر لے جاتی ہیں۔ اصل چیز اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا ہے اور یہی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے کہ نیک عمل کرو تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنو۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم ہر وقت اس بات کی تلاش میں رہتے تھے کہ کس طرح اور کون سے ذریعہ سے ہم سیکھیں اور سمجھیں جو ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنائیں اور نیک عمل کرنے والے بنائیں اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھتے بھی تھے۔ چنانچہ اسی غرض کے لئے ایک دفعہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے ایسا کام بتایئے جب میں اسے کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرنے لگے اور باقی لوگ مجھے چاہنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت بھی ہو جائے اور بندے بھی مجھے پسند کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا سے بے رغبت اور بے نیاز ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرنے لگے گا۔ جو کچھ لوگوں کے پاس ہے یعنی دنیاوی مال و متاع۔ اس کی خواہش چھوڑ دو۔ لوگوں کی طرف حریص نظر سے نہ دیکھو۔ لوگوں کے مالوں کو حریص نظر سے نہ دیکھو۔ لوگ تجھ سے محبت کرنے لگ جائیں گے۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب الزھد فی الدنیا حدیث 4102)"

(خطبہ جمعہ 5/ مئی 2017ء)

جو لوگ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا کر لیتے ہیں دراصل وہی جیتے ہیں کیونکہ وہ ابدی زندگی میں مقام قُرب حاصل کر کے ہمیشہ ہمیش کے لیے اَمر ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیار کی جنتوں میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اللھم آمین

(اِس تقریر کی تیاری میں مکرم حافظ عبدالحمید صاحب کے مضمون سے مدد لی گئی ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ)

✿✿✿✿